The Study of Religion and History
Volume 3 issue 2 (2025)
www.srhjournal.com
ISSN(Print): 3006-3329 ISSN(Online): 3006-3337

تکفیراپنی شروط ا ورموانع کی روشنی میں

Dr. Irshad Ul Hassan Ibrar
Assistant Professor, The University of Lahore, Lahore.
Email: *irshad.ibrar@ais.uol.edu.pk*
Dr. Maqsood Ahmad
Lecture Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalnagar Campus
Email: *maqsoodpk40@gmail.com*

Abstract:

The term "takfir" is frequently found in all the books of Ahl al-Sunnah beliefs, especially the books related to refutation of false differences, hollow beliefs and theories. Since the belief Wa'idyyah of the Kharijite, Mu'tazila, and Marjiyya sects about the "great sinner" is completely opposed to the Qur'an and the Sunnah, the Sunnis often mention this term in their books for proving the right and condemning the wrong.

The takfir and tabdee of a Muslim is purely the right of Allah Ta'ala and the Prophet (PBUH), because it is related to the rules of the Shari'ah and only Allah and the Prophet (PBUH) are the makers of the Sharia. Therefore, before takfir and reformation of a Muslim, it is very important to learn and understand the "rules of takfir" i.e. the conditions, obstacles and other issues related to takfir and to thoroughly investigate the condition of the mukaffar (one who has been declared kafir).

Therefore by imposing an unnecessary fatwa a Muslim should not be declared out of Islam, because if that Muslim is not a kafir in reality, then the one who imposes a fatwa of disbelief without considering the conditions and prohibitions may become a kafir himself.

Keywords: takfir, tabdee, Ahl al-Sunnah, rules of takfir, conditions of takfir, obstacles of takfir, mukaffar, Wa'idyyah, Mu'tazila, Marjiyya..

مـ قدمة

ابتدائیہ: تکفیر کی اصطلاح اہل سنت کی تمام کتب عقائد ، خاص طور پر فرق باطلہ اور ان کے کھوکھلے عقائد ونظریات کی تردید سے متعلق کتب میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ چونکہ وعیدیہ یعنی کہ خوارج اور معتزلہ اور مرجیہ فرقوں کا "مرتکب کبیرہ" شخص کے بارہ میں عقیدہ قرآن وسنت کے یکسر مخالف ہے، اس لیے اہل السنہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے اپنی کتب میں اس اصطلاح کاکثرت سے ذکر کرتے ہیں۔

کسی مسلم کی تکفیر وتبدیع خالص اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کا حق ہے، کیونکہ اس کا تعلق احکام شرعیہ سے ہے اور شریعت ساز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور آپﷺ ہیں۔ لہذا کسی مسلمان کی تکفیر وتبدیع سے پہلے"احکام تکفیر" یعنی کہ تکفیر کی شروط، موانع اور اس سے متعلق دیگر مسائل واحکام کو اچھی طرح سیکھنا سمجھنا اور مکفر (جس کی تکفیر کی گئی ہے)کے حال احوال کی مکمل چھان بین از حد ضروری ہے۔

لہذا کسی مسلمان پر بے جا فتویٰ تکفیر لگاتے ہوئے اسے خارج از اسلام قرار نہ دیا جائے، کیونکہ اگر وہ مسلمان حقیقت میں کافر نہیں تو بغیر شروط وموانع کا جائزہ لیتے ہوئے کفر کا فتویٰ لگانے والا بذات خود کافر ہوسکتا ہے۔

تکفیر کا لغوی معنی: امام ابن فارس ؒ فرماتے ہیں:"کفر کا معنی ہےچھپانا اور ڈھانپنا"[(1)]۔ اسی معنی کی نسبت سے کسان کو   کافر کہا جاتا ہے کہ وہ دانے کو زمین میں بوتا ہے یعنی کہ چھپا دیتا ہے۔ ایسے ہی رات کوبھی کافر کہتے ہیں کہ اس کا اندھیرا ہر چیز کو ڈھانپ لیتا ہے[(2)]۔

تکفیر کا اصطلاحی معنی: کسی قول، فعل، گروہ، یا خاص شخص پر شرعا کفر کا حکم لگانا یعنی کہ اسے کافر قرار دینا شرعی اعتبار سے تکفیر کہلاتا ہے[(3)]۔

تکفیر کی حقیقت: تکفیر ایک شرعی حکم ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے، حقیقی کافر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یا آپﷺ نے کافر قرار دیا ہویعنی کہ اللہ تعالیٰ اور آپﷺ کے فرامین کے اعتبار سے وہ کافر ہو۔ مطلب اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ جسے چاہے اپنی مرضی سے کافر قرار دے دے۔

اسی وجہ سے منصف حکمران اور علمائے ربانی کسی کو کافرقرار دینے سے پہلے سو مرتبہ سوچ وبچار کرتے ہوئے اس کی شروط اور موانع کا جائزہ لیتے ہیں، تب کہیں جاکر "مرتکب کفر"کو کافر قرار دیتے ہیں۔

---

(1) أحمد بن فارس بن زكريا، معجم مقاييس اللغة، دار الفكر، عام النشر 1979م. (191/5).

(2) محمد بن مكرم بن علي ابن منظور الأفريقي، لسان العرب، دار صادر بيروت، عام النشر 1414ه. (144/5).

(3) مجموعة من العلماء، موسوعة العقيدة والأديان والفرق، دار التوحيد، عام النشر 2018م (703/2).

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ - لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ﴾(4)."اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں۔تم بہانے نہ بناو یقینا تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے، اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگزر بھی کرلیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے"۔

ایسے ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)) (5)۔" جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا" ۔

امام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں:"اسی وجہ سے اہل علم اہل سنت ان سے اختلاف کرنے والوں کو (اگر وہ کافر نہیں تو) کافر قرار نہیں دیتے، خواہ وہ مخالف انہیں کافر قرار دے۔کیونکہ کفر ایک شرعی حکم ہے، اس لیے کسی شخص کو اس کی ہر غلطی کی بنا پر کافر قرار نہیں دیا جا سکتا ۔جیساکہ جس شخص نے آپ سے جھوٹ بولا اور آپ کے گھر والوں کے ساتھ زنا کیا، تو آپ کو اس سے جھوٹ بولنے یا اس کے گھر والوں کے ساتھ زنا کرنے کا قطعا حق نہیں ہے۔ویسے بھی جھوٹ اور زنا اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے حرام ہیں، ایسےہی تکفیر اللہ تعالیٰ کا حق ہے،لہذا صرف اسی شخص کو کافر قراردیا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے یا آپ ﷺ نے کافر قرار دیا ہو"(6)۔

تکفیر کی شروط:

مسلمان کی تکفیر وتفسیق خالص اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کا حق ہے، کیونکہ اس کا تعلق احکام شرعیہ سے ہے اور شریعت ساز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور آپﷺ ہیں۔ لہذا کسی مسلمان کی تکفیر وتفسیق سے پہلے"احکام تکفیر" یعنی کہ شروط تکفیر کو اچھی طرح سیکھنا سمجھنا اور مکفر (جس کی تکفیر کی گئی ہے)کے حال احوال کی مکمل چھان بین از حد ضروری ہے۔تکفیر کی بنیادی طور پر مندرجہ ذیل دو شرطیں ہیں:

پہلی شرط: خاص شخص یا گروہ کا اپنے قول وفعل سے کفریہ معنی یا فعل ہی مراد ہو۔تو اس کی پھر مزید دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: خاص شخص یا گروہ کو" لازم قول" سے کا فر نہ قرار دیا جائے الا یہ کہ وہ خاص شخص یا گروہ اس لازم قول کو جانتا اور مانتا ہو۔

دوسری صورت: کچھ الفاظ مجمل ہوتے ہیں ان میں "کفر اور غیر کفر" دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ خاص شخص یا گروہ نے اپنے کسی مشکوک ومبہم قول وفعل سے غیر کفریہ معنی مراد لیا ہو، تو ایسی صورت حال میں اسے کافر قرار دینا درست نہیں حتی کہ اس سے اس کی مراد کے بارے میں استفسار کر لیا جائے(7)۔

دوسری شرط: خاص شخص یا گروہ پراتمام حجت کرنا اور اس کے شبہ کا ازالہ کرنا۔

اس کی صورت کچھ یوں ہوگی کہ خاص شخص یا گروہ کو "کفریہ قول وفعل" کے بارہ میں اچھی طرح آگاہی دی جائے گی اور اگر اس کا کوئی اشکال یا شبہ ہو اسے دور کیا جائے گا، کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نہیں رہنے دی جائےگی۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے اس "کفریہ قول وفعل" پر مصر رہتا ہے تو حاکم وقت یا قاضی اسے کافر قرار دےگا۔

موانع تکفیر:

موانع تکفیر سے مراد کچھ ایسے امور یا اسباب ہیں ، ان میں سے کسی ایک کی موجودگی میں کسی معین یا خاص شخص وگروہ کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ذیل میں مختصرا موانع تکفیرکا ذکر کیا جاتا ہے:

---

(4) سورة التوبة: 65-66.

(5) محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، عام النشر 1422ه. (5752).

(6) أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، الاستغاثة في الرد على البكري، دار الوطن، عام النشر 2006م. (257/1).

(7) أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، مجموع الفتاوى، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، عام النشر 1415ه، (306/5).

پہلا مانع: الخطأ "خطا اور بھول چوک" یعنی کہ ایساقول وفعل جوخطا اور بھول چوک کی بنا پرسرزد ہوجائے وہ باعث کفرنہیں، خاص کر جب تک عمدا اور جانتے بوجھتے ہوئے نہ کیا ہو۔ جیسا کہ اگر کوئی امت محمد ﷺ میں سے حق تک پہنچنے کے لیے اجتہاد کرے مگر غلطی اور بھول چوک کا شکا ر ہوجائے تو ایساشخص کافر نہیں ہوگا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾(8). "تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہوجائےاس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ وہ گناہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو، اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا ہے"۔

دوسرا مانع: الجهل "جہالت ولاعلمی" یعنی کہ اگر کوئی شخص جہالت ولاعلمی کی بنا پر دین اسلام کی کسی شق وغیرہ کا انکار کر دے تو اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾(9) "ہم نے انہیں رسول بنایا، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے، تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پررہ نہ جائے، اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے"۔

تیسرا مانع: العجز "عاجزی وبےبسی" یعنی کہ اگر کوئی اخلاص نیت کے ساتھ کوشش کے باوجود حق تک پہنچنے میں ناکام ہوا اور نہ چاہتے ہوئے کوئی کفریہ قول یا فعل کر بیٹھا، تو حق کہنے یا اسے ادا کرنے میں اس کی "عاجزی وبے بسی" رکاوٹ ہوگی۔

جیساکہ "اصحمہ نجاشی" جو واجبات کوکماحقہ ادا کرنےسےقاصر رہا کہ وہ کھل کرنماز روزہ اور شعائردین کا اظہار نہ کرسکاتو اللہ تعالیٰ نے اس کی "نیک نیتی اور بے بسی" کی بنا پر اسے معذورقرار دیا(10)۔

چوتھا مانع: الإكراه "مجبوری ومظلومیت" یعنی کہ اگر کسی ایسے مسلمان کو "جبرا وظلما" کفریہ قول وفعل کرنے پر مجبورکیا گیاجس کا دل ایمان پر مطمئن تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ایسے مجبور ومظلوم لوگوں پر کمال شفقت وعنایت کرتے ہوئےانہیں مرفوع القلم قرار دیا ہے۔ فرمان الہی ہے: ﴿مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(11). "جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے"۔

پانچواں مانع: التأويل "تاویل وتوجیہ" یعنی کہ اگر کوئی مسلمان کسی نص یا شرعی حکم کی اپنے فہم کے مطابق اخلاص وللہیت کے ساتھ "تاویل وتوجیہ" کرتے ہوئے کوئی کفریہ قول وفعل کر لیتا ہے، تو ایسے شخص کو معذورسمجھا جائے گا(12)۔

تکفیر کی اقسام:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ تکفیر کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:

---

(8) سورة الأحزاب: 5.

(9) سورة النساء: 165.

(10) أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، مجموع الفتاوى، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، عام النشر 1415ه. (478/12، 217/19).

(11) سورة النحل: 106.

(12) أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، شرح العقيدة الأصفهانية، المكتبة العصرية بيروت، عام النشر 1425ه. (144/1)، محمد بن إبراهيم ابن الوزير، إيثار الحق على الخلق، دار الكتب العلمية بيروت، عام النشر 1987م. (435/1).

پہلی قسم: (التکفیر المطلق) تکفیرمطلق یعنی کہ ایسی تکفیر جو کسی غیر معین شخص کے قول ،فعل اور وصف وغیرہ کی بنا پرہو۔ یا کسی ایسے غیرمعین شخص کی تکفیر جو کسی ایسے فرقے یا مذہب کی طرف اپنی نسبت کرے، جس پر اہل علم نے کفر یا اسلام سے خروج کا حکم وفتویٰ لگایا ہو۔

سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں اس قسم کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: (التفکیر بالمقالة أو الوصف) کسی قول یا وصف کی بنا پر غیر معین شخص کی تکفیر کرنا۔ جیساکہ کہا جاتا ہے جس شخص نے ایسے ایسے کہا،کیا یا اعتقاد رکھا تووہ کافر ہوگیا۔ عام طور پر قرآن وسنت اور اہل علم کی کلام میں یہی "تکفیر مطلق" ہی مراد ہوتی ہے۔

جیسے کے جمہور سلف جن میں سے امام سفیان ثوریؒ، ابو ثورؒ اور امام وکیعؒ وغیرہ فرماتے ہیں:((مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْقُرْآنَ مَخْلُوْقٌ فَقَدْ كَفَرَ)) [13]۔ "جس نے قرآن کے مخلوق ہونے کا نظریہ اپنایا، یقینا اس نے کفر کیا"۔

اہم نوٹ: تکفیر کی اس صورت میں "شروط اور موانع" کی طرف نہیں دیکھا جائےگا بلکہ مطلقا تکفیر کرتے ہوئے بطور مثال یوں کہا جائےگا: جس نے آپ ﷺ کو گالی دی اس نے کفر کیا۔

دوسری صورت: (التکفیر بالفرقة) بطور فرقہ گمراہ کن عقائد ونظریات اختیار کرنے والوں کی تکفیر۔ جیسے کہ اہل علم نے جہمیہ،غالی رافضہ اور قدریہ وغیرہ کو کافر قرار دیا ہے[14]۔

دوسری قسم: (تکفیر المعین) تکفیر معین یعنی کہ تکفیر کی شروط اور موانع کا خیال کرتے ہوئے خاص شخص کی کفریہ قول یا فعل کی بنا پر تکفیر کرنا[15]۔

کفار کی اقسام:

تکفیر کی طرح کفاروغیر مسلمین کی بھی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: (الکفار الأصلیون) اصلی کفار یعنی کہ ایسے بے نصیب لوگ جو اصلا آغوش اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے۔ جیسےکے مشرکین، یہودی اور عیسائی وغیرہ۔

دوسری قسم: (المرتدون) مرتد یعنی کہ ایسے بدبخت لوگ جن کی نسبت کبھی اسلام کی طرف تھی، پھر دنیوی مفاد اورخواہش پرستی وغیرہ کی خاطر دین اسلام چھوڑ کر مرتد ہوگئے ہوں۔ اہل علم نے تکفیر کی "شروط اور موانع" کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں کافر قرار دیا ہو۔

تکفیر سے متعلق مزید چند اہم مسائل:

تکفیر چونکہ ایک پرخطر اور شرعی حکم ہے اس لیے اہل علم نے بڑے محتاط رویے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے متعلق مندرجہ ذیل مسائل ذکر کیے ہیں:

پہلا مسئلہ: تکفیر کا حکم ظاہری قول وفعل کو دیکھ کر لگایا جائے گا۔

کسی انسان کے اسلام یا کفر کا حکم اس کی ظاہری حالت دیکھ کر لگایا جائے گا۔ شریعت اسلامیہ نے ہمیں لوگوں کے داخلی،غیبی اورغیرظاہر امور کا مکلف قطعا نہیں بنایاکہ ہم ان کی غلطیاں اور جرائم وگناہ ڈھونڈتے پھریں اور لوگوں کے اسلام یا کفر کا فیصلہ کریں۔

---

[13] عبد الله بن أحمد بن محمد بن حنبل، كتاب السنة، دار ابن القيم الدمام، عام النشر 1406ه. (115/1).

[14] محمد بن إسماعيل البخاري، خلق أفعال العباد، دار المعارف السعودية، عام النشر 1436ه. (32/1).

[15] أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، مجموع الفتاوى، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، عام النشر 1415ه. (230/3).

جیسا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:((آپ ﷺ نے ہمیں قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ حرقہ کی طرف مہم پر بھیجا۔ میں نے ایک کافر کو گھیرلیا تو اس نے کہا :"لا الہ الا اللہ۔ لیکن میں نے اپنا نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ آئے، تو اس واقعہ کی خبر نبی ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اسامہ! کیا تم نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد بھی اسے قتل کر ڈالا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس نے صرف جان بچانے کے لیے اس کا اقرار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کا دل چیرکر کیوں نہ دیکھ لیا کہ وہ دل سے کلمہ پڑھ رہا ہے یا صرف زبان سے۔ آپ ﷺ یہ جملہ بار بار مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی کہ کاش میں اس دن سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا)) [16]۔

دوسرا مسئلہ: تکفیر ایک انتہائی سنگین، پرخطر اور جان وایمان لیوا مسئلہ ہے۔

کسی مسلم کو کافر قرار دینا ایک شرعی حکم ہے جوکہ انتہائی حساس اور احتیاط طلب مسئلہ ہے۔ اس کی سنگینی اور خطورت کا اندازہ مندرجہ ذیل امور سے لگایا جاسکتا ہے:

1- تکفیر سے متعلق بحث دراصل مسئلہ (الأسماء والأحكام) سے متعلق ہے، یعنی کہ مرتکب کبیرہ کو دنیا میں کیا نام دیا جائے؟ اور آخرت میں اس کا کیا حکم ہے؟۔ حقیقت یہ ہےکہ تکفیر "عقیدہ ونظریہ" کےان بڑے مسائل میں سے ہے، جن پر کسی بھی انسان کی سعادت وشقاوت اور جنت وجہنم کا فیصلہ موقوف ہے[17]۔

2- بغیر علم شرعی کی معرفت کےیا خواہش پرستی کے ہاتھوں مجبور ہوکر کسی کی تکفیر کرنا بذات خود کفر ہے۔ تکفیر اس امت کی اولین بدعات میں سے ہے کہ بذات خود کافر "خوارج" نے اس امت کے مطلقا سب سے افضل لوگ یعنی کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ اور تراشے ہوئے ہیرے صحابہ کرام کو کافر قرار دیا۔ جس سے امت کا اتفاق واتحاد اور شیرازہ بکھر کر رہ گیا[18]

3- تکفیر میں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں خاص کر جب مکفر (تکفیر کرنے والا) دینی علم سے ناآشنا اورغیر مجتہد ہو۔ اگر کسی مکفر نے "تکفیر کی شروط وموانع" کا جائزہ لیے بغیر کسی غیرکافر کی تکفیر کی، تو قرآن وسنت کی روشنی میں وہ بذات خود کافر ہوجائے گا۔

4-تکفیر معین پر کئی اقسام کےآثار مرتب ہوتے ہیں۔ جیسےکہ خاوند بیوی کے درمیان علاحدگی، مرتد ہونے کی سزا وحد، مرتد سے برآت، کافر کاوارث اورموروث نہ بننا اوراس کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کا اہل نہ ہونا وغیرہ۔ لہذا تکفیرمعین میں بہت زیادہ احتیاط اور چھان بین کی ضرورت ہے۔

5- جیسے تکفیر میں غلو وافراط منع ہے ایسے ہی اس میں جفا وتفریط بھی ناجائز ہے۔ جیساکہ کچھ راہ راست سے بھٹکے ہوئے حضرات کا یہ ماننا ہے کہ تکفیر صرف اوصاف کےساتھ ہوگی، اعیان یعنی کہ اشخاص کی نہیں ہوگی، سادا لفظوں میں وہ "تکفیرمعین" کے قائل نہیں ہیں۔

جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ تکفیر معین نصوص شرعیہ اور عمل سلف صالحین سے ثابت ہے[19]۔

تیسرا مسئلہ: تکفیر مطلق سے تکفیر معین لازم نہیں آتی۔

جیساکہ اوپر گزر چکا ہے کہ تکفیر مطلق میں تکفیر کی"شروط وموانع" کی طرف نہیں دیکھا جاتا، کیوں کہ اس کا تعلق اوصاف کے ساتھ ہے اشخاص کے ساتھ نہیں، ویسے بھی تکفیر مطلق نام ہے کفر کے اضافے کافعل معین یا خاص فرقے کی طرف کا۔ لہذا تکفیرمطلق تکفیرمعین کو لازم نہیں۔

جبکہ تکفیر معین میں "تکفیر کی شروط وموانع" کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسا عین ممکن ہے کہ کوئی گناہ کفرتوہو،مگراس کامرتکب کافرنہ ہو،خطا وبھول چوک، جہالت ولاعلمی، عاجزی وبےبسی،مجبوری ومظلومیت اور تاویل وتوجیہ کی بنا پر۔

چوتھا مسئلہ: تکفیر اہل علم کا کام ہے۔

---

[16] محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، عام النشر 1422ھ. (4269).

[17]أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، مجموع الفتاوى، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، عام النشر 1415ھ. (468/12).

[18] أيضا (7172/19).

[19] يوسف بن محمد الغفيص، التعليق الكامل على شرح حديث الافتراق، عام النشر 2015م، (6/1).

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ "تکفیر"، خاص کر تکفیر معین مُکَفِّر(تکفیر کرنے والا) اور مُکَفَّر(جس کی تکفیر کی گئی ہے) دونوں کے حق میں" ایک پرخطر عمل ہے، جس کی بڑی سخت شرائط اور انتہائی دقیق موانع ہیں، جن کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے۔لہذا عمل تکفیر علمائے دین اور حکمائے اسلام کا فریضہ ہے۔ جیسا کہ فرمان الہی ہے: ﴿ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ﴾[20] "جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کردیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اس رسول ﷺ کےاور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کےحوالے کردیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں"۔

پانچواں مسئلہ: جسےشرعا کافر قرار دیا گیا ہو، ضروری نہیں کہ اس کے ساتھ مرتدین والا رویہ رکھا جائے۔

یہ ایسےشخص یامرتدکی بات ہےجس کا ارتداد لوگوں سے مخفی ہو یاصرف چند لوگوں کو پتا ہو۔جیسا کہ منافقین مدینہ وغیرہ تھے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:"بہت سے کلمہ گو حضرات ایسے ہیں جو نہ تو باقاعدہ پنجگانہ نمازی ہیں اور نہ ہی کلی طور پر بےنمازی ہیں، بلکہ کبھی پڑھ لیتے ہیں اور کبھی سستی کرجاتے ہیں، ایسے لوگ ان منافقین (جیسے ابن ابی وغیرہ ہیں، جن پر اسلام کے ظاہری احکام نماز وروزہ اور وراثت وغیرہ لاگو ہوتے تھے) سے بہرصورت بہتر ہیں کہ ان میں ایمان اور کفر دونوں پائے جاتے ہیں، جبکہ منافقین میں سوائے نفاق وکفر کے کچھ بھی نہیں" [21]۔

چھٹا مسئلہ: "معین کافر "کا کفر کیسے ختم ہوسکتاہے؟

اہل السنہ والجماعہ اس بات پر متفق ہیں کہ جب" کفر معین" کسی خاص شخص کے بارہ میں ثابت وواقع ہوجائے، تو اسے "توبہ نصوحہ"کے علاوہ کوئی چیز مٹا نہیں سکتی۔کیونکہ توبہ تمام گناہوں اور سیئات کوختم کر دیتی ہے۔

اللہ ارحم الراحمین صدق دل سے توبہ کرنے والے بندے کی توبہ قبول کرتا ہےاور اس کے تمام گناہوں حتی کہ کفر وشرک کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿ ۞ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾[22] "کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہےتم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے"۔

ساتواں مسئلہ: تکفیر مطلق اور معین میں فرق۔

1۔تکفیر مطلق کا تعلق اوصاف، فرقوں اور جماعتوں سے ہوتا ہے جبکہ تکفیرمعین کا تعلق اعیان واشخاص سے ہوتا ہے۔

2۔تکفیر مطلق میں شروط وموانع کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ ایسے ہی حکم لگا دیا جاتا ہے جبکہ تکفیرمعین میں شروط وموانع کو بڑے غور وفکر سے پرکھ کر تکفیر کی جاتی ہے۔

آٹھواں مسئلہ: تکفیرمیں اہل سنت کے مخالفین۔

تکفیر میں اہل سنت کے مخالفین کے مندرجہ ذیل دو گروہ ہیں:

---

[20] أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، مجموع الفتاوى، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، عام النشر 1415ه. (617/7).

[21] أيضا.

[22] سورة الزمر: 53.

پہلا گروہ: وعیدیہ یعنی کہ خوارج اور معتزلہ، ان کے ہاں ایمان قول،عمل اور اعتقاد کا نام ہے جو بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے،ان کے ہاں ایمان ایک ایسی کلی کا نام ہے کہ اگر اس کا کچھ حصہ زائل ہوگیا، تو مکمل ایمان ضائع ہوگیا۔ خوارج مرتکب کبیرہ کو دنیا میں کافر اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ جہنمی قرار دیتے ہیں جبکہ معتزلہ اسے دنیا میں (هو في المنزلة بين المنزلتين) یعنی کہ وہ نہ کافرہے اور نہ مسلمان، البتہ آخرت میں خوارج کی طرح اسے ابدی جہنمی گردانتے ومانتے ہیں[23]۔

دوسرا گروہ: مرجئہ کا ہے جو "اعمال کو مسمی ایمان" میں سے نہیں مانتے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں۔ ان کے متعدداورمشہور فرقے مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا فرقہ: غالی جہمیہ کا ہے،جن کے ہاں ایمان "معرفت الہی" کا نام ہے جبکہ کفر اللہ تعالیٰ کی عدم معرفت کا نام ہے۔ ان کے اس کھوکھلے اعتقاد کے مطابق ابلیس،قارون اور فرعون وغیرہ مؤمن ہیں، کہ انہی بھی معرفت الہی میسرتھی۔ مرجئ فرقوں میں سے یہ بدترین فرقہ ہے، اسی وجہ سے انہیں "مرجئہ محضہ" کہا جاتا ہے۔

دوسرا فرقہ: اشاعرہ ہیں، جن کے ہاں "ایمان تصدیق" کا نام ہے جبکہ "کفر تکذیب" کا یا "انکار" کا نام ہے۔اس قول کا بطلان اظہر من الشمس ہے کہ کفرفعل اورقول دونوں سے ہوسکتا ہے۔جیسے کوئی بدبخت اللہ تعالیٰ کو گالی دے یا غیر اللہ کو سجدہ کرے۔

تیسرا فرقہ: مرجئہ فقہاء ہیں، جن کے ہاں ایمان "زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق" کا نام ہے، جبکہ کفر "عدم اقرار اور عدم تصدیق" کا نام ہے۔ اس نظریہ کے فاسد ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہےکہ ان حضرات نے اعمال کو مسمی ایمان سے بالکل ہی نکال

---

(23) مجموعة من العلماء، موسوعة العقيدة والأديان والفرق، دار التوحيد، عام النشر 2018م. (712/2).